

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

# روز عاشور کا روزہ

تحقیقی جائزہ

تألیف

شیخ نجم الدین طبعی

ترجمہ

سید غافر حسن رضوی ”چھوٹی“

ناشر: ابوطالب انٹرنیشنل اسلامک انسٹی ٹیوٹ لاہور پاکستان

## جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

### مشخصات کتاب

نام کتاب:.....روز عاشور کا روزہ، تحقیقی جائزہ  
تالیف:.....شیخ نجم الدین طوسی  
ترجمہ:.....سید عافرخسن رضوی چھوٹی 'ہندی'  
صفحات:.....۵۸  
تعداد:.....۵۰۰  
طباعت:.....اکتوبر ۲۰۱۴ء  
پیشکش:.....شعور ولایت فاؤنڈیشن (لکھنؤ)  
ناشر:.....ابوطالب انٹرنیشنل اسلامک انسٹی ٹیوٹ لاہور پاکستان

### ملنے کا پتہ:

- ۱۔ جامعہ شیر شاہ اینڈ ابوطالب اسلامک انسٹی ٹیوٹ محب پور سادات، لاہور (پاکستان)
- ۲۔ جامعہ رضویہ، چھوٹا سادات ضلع جی بی نگر (ہندوستان) +919720023544
- ۳۔ شعور ولایت فاؤنڈیشن، لکھنؤ (ہندوستان) +919044865176
- ۴۔ شائقین حضرات ہماری سائٹ پر بھی مراجعہ کر سکتے ہیں:

[www.shaoorewilayat.com](http://www.shaoorewilayat.com)



## فہرست مطالب

۳	فہرست
۹	عرض ناشر
۱۱	حرف دل مترجم
۱۵	مقدمہ مولف
۱۷	لغوی اعتبار سے عاشورا
۱۸	عاشور کا تاریخی پس منظر
۱۸	روز عاشور کے روزہ کا حکم
۱۸	الف: رمضان سے پہلے
۲۰	ب: رمضان کے بعد
۲۱	روایات کی تفصیل
۲۱	روز عاشور کے روزہ کا حرام ہونا
۲۱	پہلی روایت: امام باقر علیہ السلام
۲۱	دوسری روایت: امام صادق علیہ السلام
۲۲	تیسری روایت: امام باقر علیہ السلام

روز عاشور کا روزہ، تحقیقی جائزہ

﴿۲﴾

- ۲۲.....چوتھی روایت: امام صادق علیہ السلام  
 ۲۳.....پانچویں روایت: امام صادق علیہ السلام  
 ۲۳.....چھٹی روایت: امام رضا علیہ السلام  
 ۲۵.....ساتویں روایت: امام صادق علیہ السلام  
 ۲۶.....آٹھویں روایت: امام صادق علیہ السلام

روز عاشور کے روزہ کا جائز ہونا.....۲۸

- ۲۸.....پہلی روایت: امام کاظم علیہ السلام  
 ۲۸.....دوسری روایت: امام صادق علیہ السلام  
 ۲۹.....تیسری روایت: اکبر النوی  
 ۲۹.....چوتھی روایت: حضرت علی علیہ السلام  
 ۳۰.....پانچویں روایت: روایت حفص  
 ۳۰.....چھٹی روایت: امام زین العابدین علیہ السلام  
 ۳۱.....ساتویں روایت: کتاب جعفریات  
 ۳۱.....آٹھویں روایت: شیخ صدوق

اہلسنت منابع سے روزہ عاشور کا استنباط.....۳۲

- ۳۲.....پہلی روایت: روایت مجہول  
 ۳۲.....دوسری روایت: روایت مجہول  
 ۳۳.....تیسری روایت: روایت مجہول  
 ۳۳.....چوتھی روایت: روایت مجہول



۳۴.....	پانچویں روایت: روایت مجہول
۳۴.....	چھٹی روایت: روایت مجہول
۳۵.....	ساتویں روایت: ابن اسحاق
۳۵.....	آٹھویں روایت: جابر بن سمرہ
۳۶.....	نویں روایت: روایت قیس
۳۶.....	دسویں روایت: روایت مجہول
۳۷.....	گیارہویں روایت: ابو غطفان
۳۷.....	بارہویں روایت: روایت مجہول
۳۸.....	تیرہویں روایت: غیر معروف
۳۹.....	روزہ عاشور سے متعلق علمائے اہلسنت کے حواشی
۳۹.....	پہلا حاشیہ: حاشیہ عینی
۳۹.....	دوسرا حاشیہ: حاشیہ جواد علی
۳۹.....	تیسرا حاشیہ: حاشیہ عسقلانی
۳۹.....	چوتھا حاشیہ: حاشیہ قسطلانی
۴۳.....	روز عاشور سے متعلق، علمائے اسلام کے نظریات
۴۳.....	علمائے اہل سنت کے نظریات
۴۴.....	علمائے تشیع کے نظریات
۴۴.....	الف: روز عاشور کے روزہ کا حرام ہونا

روز عاشور کا روزہ، تحقیقی جائزہ

﴿۶﴾

ب: روزہ روز عاشور کا بنا برا احتیاط واجب، جائز نہ ہونا..... ۴۴

ج: روز عاشور کے روزہ کا مکروہ ہونا..... ۴۴

د: وقت عصر تک کھانے پینے سے پرہیز کا مستحب ہونا..... ۴۴

ه: روز عاشور، فاقہ کا مستحب ہونا..... ۴۵

بعض اقوال کی صراحت..... ۴۶

۴۶..... پہلا قول

۴۶..... دوسرا قول

۴۷..... تیسرا قول

۴۷..... چوتھا قول

۴۷..... پانچواں قول

عاشور کے متعلق جعل سازوں کے نظریات..... ۴۹

۴۹..... پہلی خود ساختہ روایت

۵۰..... دوسری خود ساختہ روایت

۵۰..... تیسری خود ساختہ روایت

۵۱..... چوتھی خود ساختہ روایت

عاشور کے متعلق، اہل بیت علیہم السلام کے اقوال..... ۵۱

۵۱..... امام رضاؑ سے منقول روایت

۵۲..... تاخیر محرم کا روز عاشور کے روزہ کے ساتھ جمع ہونا.....

۵۳..... روز عاشور اور بنی امیہ کا عید منانا.....





## روز عاشور کے متعلق مورخین کی تصریح..... ۵۴

۵۴..... پہلی تصریح: مقریزی کا بیان

۵۵..... دوسری تصریح: البوریحان کا بیان

۵۵..... تیسری تصریح: کراچکی کا بیان

۵۶..... چوتھی تصریح: علامہ سید رضیؒ کے اشعار

۵۸..... حسن ختام و لب لباب



روز عاشور کا روزہ

## اہمیت روز عاشور

﴿روز عاشور کی بابت انبیاء کرام علیہم السلام کی معرفت﴾

بعض روایات سے ظاہر ہوتا ہے کہ خداوند عالم نے اپنے بعض انبیاء کو روز عاشور کی معرفت کرائی تھی، جیسا کہ جناب موسیٰ علیہ السلام کی مناجات میں ملتا ہے کہ آپؑ نے خداوند عالم کی بارگاہ میں عرض کی: ”لَمْ فَضَّلْتُ أُمَّةَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ؟“ خداوند عالم نے جواب میں ارشاد فرمایا: ”فَضَّلْتُهُمْ لِعَشْرِ خِصَالٍ... وَعَاشُورَاءُ“ میں نے اس امت کو دس خصوصیتوں کے سبب فضیلت بخشی ہے... جن خصوصیتوں میں ایک (اہم) خصوصیت (ان کے درمیان) عاشور کا وجود ہے۔ (مجمع البحرین: ج ۳، ص ۱۰۵)



روز عاشور کا روزہ



## عرض ناشر

شیعہ اور اہل سنت کے درمیان فقہی احکام و مسائل کے اخذ کرنے کے منابع مختلف ہیں اور ان کے درمیان اختلاف کا سب سے اہم سبب یہ ہے کہ شیعہ اہل بیت علیہم السلام کی روایات سے تمسک کرتے ہیں اور انھیں حجت قرار دیتے ہیں جبکہ اہل سنت برادران اپنے عقائد کو اہل بیت علیہم السلام کے حجازی صحابہ کرام کے ذریعہ حاصل کرتے ہیں۔ حقیقی جانشینان پیغمبرؐ ”اہل بیت علیہم السلام“ کے یہاں عاشور کے دن روزہ رکھنے سے منع کیا گیا ہے یہاں تک کہ ارشاد ہوا: ”جو شخص اس دن روزہ رکھے خدا اسے آل زیاد کے ساتھ محشور کرے۔“

نیز اہل سنت کے منابع میں اس سلسلہ میں تضاد پایا جاتا ہے ”صحیح مسلم کتاب صوم، صوم یوم عاشوراء“ میں آیا ہے: ”ماہ رمضان کے روزے واجب ہونے سے پہلے عاشور کے دن روزہ رکھا جاتا تھا لیکن ماہ رمضان المبارک کے روزے واجب ہونے کے بعد روز عاشور کے روزہ کو ترک کر دیا گیا“ جبکہ صحیح بخاری کتاب صوم میں بیان ہوا ہے: ”حضرت رسالتؐ کو عاشور کے روزہ کی اہمیت کا علم نہیں تھا اور آپؐ نے وہ روزہ، یہودیوں سے سیکھا اور اسی پر عمل پیرا ہے۔“

## روز عاشور کا روزہ، تحقیقی جائزہ

﴿۱۰﴾

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا یہ مانا جاسکتا ہے کہ علم لدنی کے مالک ”نبی مرسلؐ“ کو ایک دینی مسئلہ کا علم نہ ہو اور انھوں نے وہ اہل کتاب سے سیکھا ہوا؟ تعجب کی بات تو یہ ہے کہ اہل کتاب کے یہاں ایسے روزہ کا کوئی وجود ہی نہیں ہے۔

اہل سنت کی روایات میں پایا جانے والا تضاد اس نظریہ کو تقویت دیتا ہے کہ بنی امیہ نے نواسہ رسولؐ امام حسینؑ اور ان کے اصحاب با وفا کی شہادت پر خوشی منانے کی خاطر ایسی احادیث کو گھڑا اور رفتہ رفتہ یہ احادیث اہل سنت کے عقائد میں داخل کر دی گئیں۔

ادارہ لھذا نے اس اسلام مخالف فکر اور نواسہ رسولؐ کی شہادت کے دن اس فکر و عمل سے عالم اسلام خصوصاً اردو زبان قارئین کرام کو مطلع کرنے کی خاطر اس کتاب کے ترجمہ کا انتخاب کیا جو آیۃ اللہ شیخ نجم الدین طوسی دامت برکاتہ کی تالیف ہے اور اسے اردو زبان میں ڈھالنے میں برادر عزیز مولانا سید غافر حسن رضوی ”جسوس لسی ہندی“ نے زحمت فرمائی۔ امید ہے کہ قارئین محترم اس کتاب کے مطالب سے زیادہ سے زیادہ بہرہ مند ہوں گے۔

والسلام: بانی ادارہ

ریسرچ اسکالر ناظم حسین اکبر

۱۶ اگست ۲۰۱۴ء بمطابق ۹/شوال ۱۴۳۵ھ

روز عاشور کا روزہ

## حرف دل مترجم

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ، أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ اللَّعِينِ  
الرَّجِيمِ، بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ، السَّلَامُ عَلَى أَهْلِهِ وَالصَّلَاةُ عَلَى أَهْلِهَا  
وَاللَّعْنَةُ عَلَى أَهْلِهَا، أَمَّا بَعْدُ:

مجھے یہ سوچ کر بے انتہا قلبی مسرت حاصل ہو رہی ہے کہ قارئین کرام کے ہاتھوں  
میں میری کاوش کا دوسرا نمونہ پیش ہے، اس کتاب میں روز عاشور کے روزہ کا تحقیقی  
جائزہ لیا گیا ہے کہ روز عاشور کے روزہ کا منع کیا ہے، یہ روزہ کب سے شروع ہوا، روز  
عاشور کا روزہ بدعت ہے یا سنت؟ یہ روزہ درحقیقت جائز ہے یا نہیں؟ اور ان سوالوں  
کے علاوہ دیگر سوالات کے جواب دیئے گئے ہیں اور دلیل کے طور پر فریقین کی  
روایات پیش کی گئی ہیں۔

درحقیقت روز عاشور کا روزہ، بنی امیہ کی وہ بدعت ہے جو امام حسینؑ کی شہادت پر  
شکرانہ کے طور پر رائج ہوئی؛ اسی حقیقت کی عکاسی کرتے ہوئے کشاف الحقائق  
مصحف ناطق حضرت امام جعفر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام ارشاد فرماتے ہیں: ”إِنَّ آلَ  
أُمِّيَّةٍ عَلَيْهِمْ لَعْنَةُ اللَّهِ وَمَنْ أَعَانَهُمْ عَلَى قَتْلِ الْحُسَيْنِ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ، نَذَرُوا نَذْرًا  
إِنْ قُتِلَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَسَلَّمْ مَنْ خَرَجَ إِلَى الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ  
وَصَارَتْ الْخِلَافَةُ فِي آلِ أَبِي سُفْيَانَ، أَنْ يَتَّخِذُوا ذَلِكَ الْيَوْمَ عِيدًا لَهُمْ، وَأَنْ  
يَصُومُوا فِيهِ شُكْرًا“، یعنی بنی امیہ علیہم اللعنة اور وہ اہل شام جو ان کے ساتھ قتل  
حسینؑ میں شریک تھے، انھوں نے نذرمانی کہ اگر حسینؑ شہید ہو جائیں اور خلافت کی

## روز عاشور کا روزہ، تحقیقی جائزہ

﴿۱۲﴾

باگ ڈور بنی امیہ کے ہاتھوں میں آجائے تو روز عاشور کو اپنے لئے عید کا دن قرار دیں اور شکرانہ کے طور پر اس دن روزہ رکھیں۔ (۱)

اس بدعت کی تائید کرتے ہوئے صحیح مسلم میں ابن عباس سے روایت نقل ہوئی ہے: ”قال رسول الله: صوموا يوم عاشوراء، وخالفوا فيه اليهود، صوموا قبله يوما وبعده يوما“ یعنی پیغمبر اسلام نے فرمایا کہ روز عاشور روزہ رکھو اور اس روزہ میں یہودیوں کی شبیہ بننے سے پرہیز کرو (چونکہ یہودی روز عاشور کو روزہ رکھتے ہیں لہذا تم) عاشور سے ایک دن پہلے بھی روزہ رکھو اور ایک دن بعد بھی روزہ رکھو یعنی تین دین پے درپے روزے رکھو تا کہ یہودیوں سے مشابہ نہ ہو جاؤ۔ (۲)

اس بدعت کی مخالفت میں ایک روایت زید بن زری سے منقول ہے: ”سمعت عبيد بن زرارۃ يسأل أبا عبد الله عليه السلام عن صوم يوم عاشوراء فقال: من صامه كان حظه من صيام ذلك اليوم حظ ابن مرجانة وآل زياد. قال: قلت: وما كان حظهم من ذلك اليوم؟ قال: النار أعاذنا الله من النار ومن عمل يقرب من النار“ یعنی زید بن زری کا بیان ہے کہ میں نے عبید بن زرارہ سے سنا کہ وہ امام جعفر صادق سے روز عاشور کے روزہ کے متعلق سوال کر رہے ہیں، تو امام نے جواب دیا: جو اس دن روزہ رکھے گا اس کا مقدر وہی ہوگا جو ابن مرجانہ اور آل زیاد کا ہوگا، عبید نے کہا: ان کا مقدر کیا ہوگا؟ آپ نے فرمایا: آتش جہنم، خداوند عالم ہمیں آتش جہنم سے محفوظ رکھے اور ہر اس عمل سے محفوظ رکھے جو جہنم سے قریب کرتا ہے۔ (۳)

۱. آمالی: شیخ طوسی، ص ۶۷۷، ج ۲، ص ۱۳۹.

۲. صحیح مسلم: ج ۲، ص ۱۱۲.

۳. الکافی: ج ۲، ص ۱۳۷، ج ۶، تہذیب: ج ۴، ص ۳۰۱، ح ۹۱۲، الاستبصار: ج ۲، ص ۱۳۵.



روز عاشور کے روزہ میں بہت زیادہ اختلاف ہے: بعض محققین کا یہ نظریہ ہے کہ روز عاشور کا روزہ واجب تھا لیکن ماہ رمضان کے روزوں کی وجہ سے اس کا حکم منسوخ ہو گیا اور اس کی جگہ ماہ رمضان المبارک کے روزے واجب قرار دے دیئے گئے؛ بعض افراد قائل ہیں کہ حکم منسوخ ہو جانے کے بعد بھی روز عاشور کا روزہ مستحب ہے؛ بعض افراد کہتے ہیں کہ مکروہ ہے؛ بعض کا کہنا ہے کہ عاشور کا روزہ اختیاری ہے جو چاہے رکھے جو چاہے نہ رکھے۔ اہل بیت علیہم السلام سے منقول روایتوں کے مطابق: روز عاشور کا روزہ، ماہ رمضان المبارک سے تبدیل کر دیا گیا ہے لہذا روز عاشور کا روزہ بنی امیہ سے مخصوص ہے؛ لیکن شیعان اہل بیت کے لئے روز عاشور غم و اندوہ کا دن ہے کیونکہ یہ وہ دن ہے کہ جس دن اہل بیت کے خیام کو تاراج کر دیا گیا، آل رسول کو شہید کیا گیا اور امام حسینؑ کے ساتھ ان کے باوفا اصحاب و انصار کو بھی شہید کیا گیا، بعد شہادت خیام میں آگ لگائی گئی اور ناموس رسولؐ کو بے کجا وہ ناقوں پر اسیر کر کے دیار بہ دیار پھرایا گیا؛ لہذا اس روز خاندان رسولؐ کی پرسہ داری کے عنوان سے روزہ نہیں رکھنا چاہئے بلکہ فاقہ کرنا چاہئے اور عصر عاشور کے وقت فاقہ شکنی کرنی چاہئے۔

مؤلف محترم کی تحقیقی تالیف کو اردو زبان میں ترجمہ کرنا اور اس کو اپنے بھائیوں کی خدمت میں پیش کرنا اپنی خوش نصیبی سمجھتا ہوں اور اپنے برادر عزیز مولانا مرتضیٰ حیدر آبادی صاحب قبلہ کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں کہ انھوں نے اپنا قیمتی وقت دیکر اپنی بہترین رہنمائی سے نوازا، خداوند عالم موصوف کی توفیقات میں اضافہ فرمائے۔ ”آمین“ چونکہ اس ترجمہ کا مقصد یہ ہے کہ میں اپنے قلم کے ذریعہ اپنے بھائیوں تک حقائق پہونچا سکوں اور انھیں حقیقت سے روشناس کرا سکوں لہذا میں نے اس ترجمہ کا بیڑا اٹھایا چونکہ یہ کتاب عربی میں لکھی گئی ہے اور اس کا فارسی ترجمہ بھی موجود تھا لیکن اردو

روز عاشور کا روزہ، تحقیقی جائزہ

﴿۱۴﴾

میں ترجمہ نہیں تھا اور میں یہ چاہتا تھا کہ اردو زبان حضرات تک بھی ان حقائق کو پہونچایا جائے، خدا نے مجھے یہ توفیق مرحمت فرمائی کہ ترجمہ کے لئے قلم اٹھاؤں اور اپنے اہل زبان کی خدمت میں انمول تحفہ پیش کروں، خداوند کریم کی عنایات اور بطفیل محمد وآل محمد علیہم السلام اس کا رخی میں کامیابی سے ہمکنار ہوا، میں اس نعمت پر خداوند عالم کا شکر گزار ہوں۔

”والسلام علی من اتبع الهدی“

سید غافر حسن رضوی چھوٹی ”ہندی“

روز ولادت امام حسن علیہ السلام: ۱۵/رمضان المبارک ۱۴۳۵ھ



روز عاشور کا روزہ

## مقدمہ مؤلف

بسم اللہ الرحمن الرحیم والحمد للہ رب العالمین و صلی اللہ  
علیٰ محمد و آلہ الطاہرین و بعد:

فریقین کے درمیان دوسرے فقہی مسائل کی مانند روز عاشور کے روزہ میں بھی  
اختلاف رہا ہے اور یہ اختلاف آج بھی موجود ہے لیکن یہ مسئلہ فریقین کے درمیان  
کسی قسم کی دشمنی، جنگ اور محاذ آرائی کا باعث قرار نہیں پاتا البتہ دونوں کے پاس  
دلائل و شواہد موجود ہیں۔

بعض اہل سنت حضرات اہل بیت علیہم السلام سے محبت کی بنا پر کہتے ہیں: ”ہم  
روز عاشور میں کیونکر کھائیں! جب کہ اس روز امام حسینؑ کو بھوکا پیاسا شہید کیا  
گیا،“ البتہ ان کی محبت قابل قدر ہے لیکن اس روزہ کی مشروعیت اور اس کو مستحب  
ثابت کرنے کے لئے فقہی دلیل کی ضرورت ہے۔

یہی امر باعث بنا کہ اس مسئلہ میں تحقیق کریں اور دیکھیں کہ اس روزہ کی مشروعیت  
اور جواز پر کوئی دلیل بھی ہے یا صرف ضعیف روایتوں سے استفادہ کیا گیا ہے؟ ہم نے  
تقریباً دو سو صفحات پر مشتمل کتاب تالیف کی جس میں مخالفین کے نظریات اور اس دن  
کے روزہ کی مشروعیت پر سیر حاصل بحث کی اور محققین کے ہاتھوں تک پہنچائی لیکن

روز عاشور کا روزہ، تحقیقی جائزہ

﴿۱۶﴾

بعض علم دوست حضرات کے مشورہ سے اس کا خلاصہ کیا تاکہ اس کتاب سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کیا جاسکے؛ لہذا جن حضرات کو تفصیلی تحقیق درکار ہے وہ حضرات اصل کتاب یعنی ”صوم عاشوراء بین السنۃ والبدعة“ کا مطالعہ فرمائیں۔  
مجھے امید ہے کہ یہ میری ناچیز کاوش رسول اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی آل اطہار علیہم السلام کے نزدیک قابل قبول ہوگی ”انشاء اللہ“۔

والسلام

نجم الدین طبسی ”قم المقدسہ“

روز عاشور کا روزہ



## لغوی اعتبار سے عاشورا

عاشوراء، فاعولاء کے وزن پر ہے؛ چونکہ یہ الف ولام تعریف سے خالی ہے لہذا معرفہ نہیں بلکہ نکرہ ہے۔ روز کے اعتبار سے روز عاشورا، محرم کا دسواں دن ہے، جیسے کہ محرم کے نویں دین کوتا سوعا بھی کہا جاتا ہے۔ (۱)؛ عاشوراء، اسلامی نام ہے، جو زمان جاہلیت میں معروف نہیں تھا۔ (۲)؛ یہ عشر سے مشتق ہے جو عدد معین کے لئے استعمال ہوتا ہے، منقول ہے کہ عاشوراء، عاشرہ سے عدول ہوا ہے جو مبالغہ اور تعظیم کیلئے استعمال ہوتا ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ عشر سے لیا گیا ہے، درحقیقت یہ صفت ہے لیلة العاشر (شب عاشور) کے لئے، لہذا جب کہا جائے ”روز عاشورا“ تو اس کا مطلب ہے ”شب عاشور کے بعد والا دن“۔ (۳)

۱. تہذیب اللغة: ج ۱، ص ۴۰۹. لسان العرب: ج ۹، ص ۲۱۸. القاموس المحيط: ج ۲، ص ۸۹.

۲. الجمهرة فی لغة العرب: ج ۴، ص ۲۱۲.

۳. عمدة القاری: ج ۱۱. الغربیین: ج ۱، ص ۲۵۴. معیار اللغة: ج ۱، ص ۲۶۵. تاج العروس:

ج ۳، ص ۴۰۰. فتح الباری: ج ۴، ص ۲۸۸. ارشاد الساری: ج ۴، ص ۶۴۶.

## عاشور کا تاریخی پس منظر

احادیث و روایات سے ظاہر ہوتا ہے کہ خداوند عالم نے بعض انبیاء کرام کو عاشورا کی معرفت کرائی تھی جیسا کہ جناب موسیٰ علیہ السلام کی مناجات میں مرقوم ہے: ”وَقَدْ قَالَ يَارَبِّ: لِمَ فَضَّلْتَ أُمَّةَ مُحَمَّدٍ عَلَى سَائِرِ الْأُمَمِ؟ فَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: فَضَّلْتُهُمْ لِعَشْرِ حِصَالٍ... وَعَاشُورَاءُ“ یعنی جناب موسیٰ نے بارگاہ ایزدی میں عرض کی: پروردگار! تو نے امت محمدؐ کو تمام امتوں پر برتری کیوں بخشی؟ خداوند عالم نے جواب دیا: میں نے امت محمدؐ کو دس خصوصیات کی وجہ سے برتری دی ہے... اور ان میں سے ایک روز عاشورا ہے۔ (۱)

## روز عاشور کے روزہ کا حکم

اس روزہ کے بارے میں دو طرح سے بحث ہو سکتی ہے: (الف) ماہ رمضان کے روزہ کا حکم نازل ہونے سے پہلے (ب) ماہ رمضان کے روزہ کا حکم نازل ہونے کے بعد۔

### الف: رمضان کے روزہ کا حکم نازل ہونے سے پہلے:

ہمارے فقہائے کرام کا اختلاف ہے کہ رمضان کے روزہ کا حکم نازل ہونے سے پہلے عاشور کا روزہ واجب تھا یا نہیں؟ محقق نجفی نے جواہر میں، محقق قمی نے غنائم میں

اور سید طباطبائی نے المدراک میں بیان کیا ہے: ”ماہ رمضان کے روزہ کا حکم نازل ہونے سے پہلے روز عاشور کا روزہ واجب تھا“۔ (۱)

اور اس حکم کا ماخذ امام علیہ السلام کی روایت ہے: ”كَانَ صَوْمُهُ قَبْلَ شَهْرِ رَمَضَانَ، فَلَمَّا نَزَلَ شَهْرُ رَمَضَانَ الْمُبَارَكِ تُرِكَ“، یعنی روز عاشور کا روزہ، ماہ رمضان کے روزہ کا حکم نازل ہونے سے پہلے واجب تھا، جب ماہ رمضان کے روزہ کا حکم نازل ہوا تو عاشور کا روزہ چھوڑ دیا گیا۔ (۲)

لیکن بقیہ مذاہب اسلامی کے نزدیک روز عاشور کے روزہ کے بارے میں دو قول نقل ہوئے ہیں: ابوحنیفہ سے منقول ہے: ”واجب تھا“۔ اکثر اہل سنت کے نزدیک مشہور ہے: ”واجب نہیں تھا“۔ احمد بن حنبل نے بھی دونوں روایتوں کو نقل کیا ہے۔ (۳)

ہمارے بعض فقہاء نے بغیر کسی نظریہ کو ترجیح دیئے، اختلافی نظریات کی نقل پر اکتفا کیا ہے؛ مثلاً علامہ حلی نے کتاب تذکرہ و کتاب منتهی المطلب میں، اور محقق سبزواری نے کتاب ذخیرہ میں بیان کیا ہے۔ (۴)

۱. جواهر الكلام: ج ۱، ص ۱۰۷. غنائم الايام: ج ۶، ص ۷۸. المدارک: ج ۶، ص ۲۶۸.

۲. وسائل الشیعة: ج ۱۰، ص ۴۵۹. الاصول الکافی: ج ۴، ص ۱۴۶. الاستبصار: ج ۲، ص ۱۳۲.

من لا یحضره الفقیہ: ج ۴، ص ۲۹۰. شرح الزرقانی: ج ۲، ص ۱۷۸.

۳. منتهی المطلب: ج ۲، ص ۶۱۱. تذکرۃ الفقہاء: ج ۶، ص ۱۹۲. ذخیرۃ المعاد: ص ۵۲۰.

۴. من لا یحضره الفقیہ: ج ۲، ص ۵۱، ح ۲۲۵.

## ب: رمضان کے روزہ کا حکم نازل ہونے کے بعد:

رمضان کے روزہ کا حکم نازل ہونے کے بعد بھی روز عاشور کے روزہ کے حکم میں دونوں فرقوں کا الگ الگ نظریہ ہے:

ہمارے نزدیک روایتوں کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے؛ پہلا حصہ: وہ روایتیں جو روز عاشور کے روزہ سے منع کرتی ہیں اور کہتی ہیں کہ یہ روزہ ترک شدہ ہے یا اس سے نہی کی گئی ہے یا یہ کہ اس دن کا روزہ بدعت ہے اور یہ دن روزہ کا دن نہیں ہے؛ یا یہ کہ یہ روزہ عید فطریا عید قربان کے روزہ کی طرح ہے، یا یہ کہ اس دن روزہ رکھنے والا جہنمی ہے، یا یہ کہ اس روز پیغمبر اسلام روزہ نہیں رکھتے تھے۔

دوسرا حصہ: پہلے حصہ کا مخالف ہے، یہ روایتیں کہتی ہیں کہ روز عاشور کا روزہ ایک سال کے روزوں کا کفارہ ہے؛ یا صحیح مسلم، صحیح بخاری اور بقیہ سنن میں نقل ہوا ہے کہ رمضان کے روزے واجب ہونے کے بعد بھی پیغمبر اسلام نے روز عاشور کے روزہ کا حکم دیا۔ اور بعض روایتیں ایسی ہیں جن سے اس روزہ کا استحباب اور اس پر تاکید ثابت ہوتی ہے، پیشی نے ان تمام روایتوں کو اپنی کتاب ”زوائد“ میں جمع کیا ہے اور ان روایتوں کا ضعف ثابت کرتے ہوئے ان کی بہت سی اسناد پر تبصرہ کیا ہے۔



## روایات کی تفصیل

### روز عاشور کا روزہ حرام

جو روایتیں ہماری تائید کرتی ہیں، ان کی تعداد نو عدد ہے۔ (۱)

### پہلی روایت: روایت امام باقر علیہ السلام

زرارہ نے امام باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے: «كَانَ صَوْمُهُ قَبْلَ شَهْرِ رَمَضَانَ فَلَمَّا نَزَلَ شَهْرُ رَمَضَانَ تَرِكَ» یعنی روزہ عاشور، نزولِ حکمِ روزہ ماہِ رمضان سے قبل واجب تھا لیکن رمضان المبارک کے روزے کا حکم آنے کے بعد ترک کر دیا گیا۔

### دوسری روایت: روایت امام صادق علیہ السلام

زرارہ نے امام باقر اور امام صادق علیہما السلام سے نقل کیا ہے: «لَا تَصُومُ فِي يَوْمٍ عَاشُورَاءَ» یعنی عاشور کے دن روزہ نہ رکھو۔ (۲)؛ لیکن اس روایت کی سند قابلِ غور ہے۔ (۳)

۱. الکافی: ج ۴، ص ۱۴۶، ح ۳. وسائل الشیعة: ج ۱۰، ص ۴۶۲، ب ۴۱، ح ۶. مؤلف محترم نے تعداد نو عدد بتائی ہے، لیکن مقام بیان میں صرف ۸ عدد کا تذکرہ کیا ہے۔ (مترجم)۔

۲. مرآة العقول: ج ۱۶، ص ۳۶۰۔

۳. الکافی: ج ۴، ص ۱۴۶، ح ۴. وسائل الشیعة: ج ۱۰، ص ۴۶۱، ب ۴۱، ح ۵. التہذیب: ج ۴،

ص ۳۰۱، ح ۹۱۰. الاستبصار: ج ۲، ص ۱۳۴۔

### تیسری روایت: روایت امام باقر علیہ السلام

حسن بن علی الوشاء نے امام باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے: ”صَوْمُ مَثْرُوكٍ بِمُزُولِ شَهْرِ رَمَضَانَ، وَالْمَثْرُوكُ بِدُعَاةٍ“ یعنی (روز عاشور کا روزہ) ترک شدہ روزہ ہے اور ترک شدہ چیز کو اپنا نابدعت ہے۔ (۱)؛ علامہ مجلسی کے نزدیک اس روایت کی سند قوی ہے۔ (۲)

### چوتھی روایت: روایت امام صادق علیہ السلام

امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے: ”أَمَّا أَنَّهُ صَوْمٌ يَوْمَ مَا نَزَلَ بِهِ كِتَابٌ وَلَا حَرَتْ بِهِ سُنَّةٌ إِلَّا سُنَّةُ آلِ زِيَادٍ بِقَتْلِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ“ یعنی کتاب خدا اور سنت رسول میں روز عاشور کے روزہ کا تذکرہ نہیں ہوا ہے سوائے اس کے کہ آل زیاد نے قتل حسین کی خوشی میں (روز عاشور کے روزہ کو) سنت قرار دیا۔ (۳)

۱. روضة المتقين: ج ۳، ص ۲۴۷.

۲. الکافی: ج ۲، ص ۱۴۶، ح ۴.

۳. الکافی: ج ۲، ص ۱۴۷، ح ۷. وسائل الشیعة: ج ۱۰، ص ۴۵۹، ح ۲.

### پانچویں روایت: روایت امام صادق علیہ السلام

عبدالملک نے امام صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے: ”أَمَّا يَوْمُ عَاشُورَاءَ فَيَوْمٌ أُصِيبَ فِيهِ الْحُسَيْنُ صَرِيحًا بَيْنَ أَصْحَابِهِ وَأَصْحَابُهُ صُرْعَى حَوْلَهُ عِرَاتٍ أَفْصَوْمٌ يَكُونُ فِي ذَلِكَ الْيَوْمِ، وَمَا هُوَ يَوْمٌ صَوْمٌ... مَنْ صَامَهُ أَوْ تَبَرَكَ بِهِ حَشَرَهُ اللَّهُ مَعَ آلِ زَيْدٍ مَمْسُوحِ الْقَلْبِ، مَسْخُوطٍ عَلَيْهِ...“ یعنی یوم عاشورا (امام) حسین و اصحاب حسین علیہم السلام پر مصائب و آلام کا روز ہے کیا ایسے دن روزہ رکھا جاسکتا ہے؟ اور نہ ہی یہ روزہ کا دن ہے... لہذا جو شخص اس دن روزہ رکھے یا اس دن کو مبارک شمار کرے، خداوند عالم اسے بروز محشر آل زیاد کے ساتھ مسخ شدہ قلب، اور غضب الہی میں گرفتار محسوس فرمائے گا۔ (۱)؛ یہ حدیث بعض علماء کے نزدیک سند کے اعتبار سے ضعیف ہے۔ (۲)

### چھٹی روایت: روایت امام رضا علیہ السلام

جعفر بن عیسیٰ سے منقول ہے کہ میں نے امام رضاؑ سے روز عاشور کے روزہ کے بارے میں سوال کیا، اور لوگ اس کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ امامؑ نے فرمایا: ”عَنْ صَوْمِ ابْنِ مَرْجَانَةَ تَسْأَلُنِي؟ ذَلِكَ يَوْمٌ صَامَهُ الْأَدْعِيَاءُ لِقَتْلِ

۱. مرآة العقول: ج ۱۶، ص ۳۶۲.

۲. وسائل الشیعة: ج ۱۰، ص ۴۶۰، ح ۳. الکافی: ج ۴، ص ۱۴۷، ح ۶. التہذیب: ج ۴، ص ۳۰۱،

الْحُسَيْنِ، وَهُوَ يَتَشَاءُ بِهٖ آلِ مُحَمَّدٍ وَيَتَشَاءُ بِهٖ أَهْلُ الْإِسْلَامِ وَلَا يُصَامُ وَلَا يُتَبَرَّكُ بِهٖ... فَمَنْ صَامَهَا أَوْ تَبَرَّكَ بِهَا لَقِيَ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى مَمْسُوحَ الْقَلْبِ وَكَانَ حَشْرُهُ مَعَ الَّذِينَ سَنُوا صَوْمَهَا وَتَبَرَّكَ بِهَا“ یعنی کیا مجھ سے ابن مرجانہ (ابن زیاد) کے روزہ کے بارے میں سوال کر رہے ہو!؟ یہ روز (روز عاشور) ایسا روز ہے جس روز ہمارے دشمنوں نے قتل حسینؑ کے سبب (شکرانہ کے طور پر) روزہ رکھا؛ یہ لوگ اس کے ذریعہ آل محمدؑ اور اہل اسلام پر دشنام طرازی کرتے ہیں، اس روز نہ تو روزہ رکھنا چاہئے نہ ہی اس دن کو مبارک شمار کرنا چاہئے، لہذا جو شخص اس دن روزہ رکھے یا اس دن کو مبارک شمار کرے، خداوند عالم سے ایسے عالم میں ملاقات کرے گا کہ اس کا قلب مسخ شدہ ہوگا اور اس کا حشر ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جنہوں نے اس دن کے روزہ کو سنت قرار دیا اور روز عاشور کو مبارک دن شمار کیا۔ (۱)؛ علامہ مجلسی نے اس روایت کی سند کو قوی شمار کیا ہے۔ (۲)

مجلسی دوم اس روایت کے ذیل میں رقم طراز ہیں: ”روز عاشور کے روزہ کے متعلق روایات میں اختلاف ہے، اور میرے نزدیک جو روایتیں اس روز کے روزہ کی فضیلت کو بیان کرتی ہیں وہ ترقی کی بنا پر ہیں، مستحب یہ ہے کہ انسان غم و اندوہ کی حالت میں عصر کے وقت تک بھوکا پیاسا رہے نہ یہ کہ روزہ رکھے...، خلاصہ یہ ہے کہ بنا بر احتیاط اس روز کے روزہ کو ترک کریں۔“۔ (۳)

۱. روضة المتقين: ج ۳، ص ۲۴۷.

۲. مرآة العقول: ج ۱۶، ص ۳۶۰.

۳. الرسالة العاشورائية: ص ۲۸۴. صوم عاشوراء بین السنة و البدعة: ص ۳۸.



جیسا کہ علامہ طحان کی تحریر ”مَنْ صَامَ أَوْ تَبَرَّكَ“ یعنی جو اس دن روزہ رکھے یا اس دن کو مبارک شمار کرے... سے ظاہر ہوتا ہے کہ اہل بیت کرام علیہم السلام کے نزدیک (روز عاشور روزہ رکھنا اور) خود کو غروب آفتاب تک روزہ کی نیت کے ساتھ کھانے پینے سے روکنا مکروہ ہے۔ (۱)

### ساتویں روایت: روایت امام صادق علیہ السلام

زید بن زنی نے امام صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے: ”مَنْ صَامَهُ كَأَنَّ حَظَّهُ مِنْ صِيَامِ ذَلِكَ الْيَوْمِ حَظُّ ابْنِ مَرْجَانَةَ وَآلِ زَيْدٍ... وَقُلْتُ -الرَّوِيُّ- وَمَا كَانَ حَظُّهُمْ مِنْ ذَلِكَ الْيَوْمِ؟ قَالَ: النَّارُ أَعَادَنَا اللَّهُ مِنَ النَّارِ، وَمِنْ عَمَلٍ يُقَرَّبُ مِنَ النَّارِ“ یعنی جو شخص روز عاشور روزہ رکھے اس کا مقدر وہی ہوگا جو اس دن روزہ رکھنے کے نتیجے میں ابن مرجانہ و آل زید کا ہوگا... (راوی کہتا ہے) میں نے سوال کیا: اس دن ان لوگوں کا کیا مقدر ہے؟ آپ نے جواب دیا: (جہنم کی بھڑکتی ہوئی) آگ، خداوند عالم ہمیں آتش دوزخ سے محفوظ رکھے اور ہر اس عمل سے محفوظ رکھے جو جہنم کے نزدیک کر دیتا ہے۔ (۲)؛ علامہ مجلسی نے اس حدیث کو صحیح کی مانند حسن شمار کیا ہے۔ (۳)

۱. الکافی: ج ۴، ص ۱۴۷، ح ۶، التهذیب: ج ۴، ص ۳۰۱، ح ۹۱۲. الاستبصار: ج ۲، ص ۱۴۷.

۲. ح ۶. و ص ۱۳۵، ح ۴۴۳. وسائل الشیعة: ج ۱۰، ص ۴۶۱، ح ۲۱. الوافی: ج ۱۱، ص ۷۳.

۳. ملاذ الاختیار: ج ۷، ص ۱۱۸.

۴. آمالی: شیخ طوسی، ص ۶۶. وسائل الشیعة: ج ۱۰، ص ۴۵۷، ح ۲۰، ح ۱. الوافی: ج ۱۱، ص ۷۳.

۵. ح ۷۵، ص ۱۰۴۴. التهذیب: ج ۴، ص ۳۰۰، ح ۹۰۷. الاستبصار: ج ۲، ص ۱۳۴.

## آٹھویں روایت: روایت امام صادق علیہ السلام

ابن ابی غنر نے امام صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے: ”فَإِنْ كُنْتَ شَامِتًا فَصُمْ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّ آلَ أُمَيَّةٍ عَلَيْهِمْ لَعْنَةُ اللَّهِ وَمَنْ أَعَانَهُمْ عَلَى قَتْلِ الْحُسَيْنِ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ، نَذَرُوا نَذْرًا إِنْ قُتِلَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَسَلَّمْ مَنْ خَرَجَ إِلَى الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَصَارَتْ الْخِلَافَةُ فِي آلِ أَبِي سُفْيَانَ، أَنْ يَتَّخِذُوا ذَلِكَ الْيَوْمَ عِيدًا لَهُمْ، وَأَنْ يَصُومُوا فِيهِ شُكْرًا وَيَفْرَحُوا أَوْلَادَهُمْ، فَصَارَتْ فِي آلِ أَبِي سُفْيَانَ سُنَّةٌ إِلَى الْيَوْمِ فِي النَّاسِ، وَاقْتَدَى بِهِمُ النَّاسُ جَمِيعًا فَلِذَا لِكَ يَصُومُوهُ وَيَذْخُلُونَ... إِنَّ الصَّوْمَ لَا يَكُونُ لِلْمُصِيبَةِ وَلَا يَكُونُ إِلَّا شُكْرًا لِلسَّلَامَةِ، وَإِنَّ الْحُسَيْنَ أُصِيبَ يَوْمَ عَاشُورَاءَ فَإِنْ كُنْتَ فِيْمَنْ أُصِيبَ بِهِ فَلَا تَصُمْ وَإِنْ كُنْتَ شَامِتًا مِمَّنْ سَرَّكَ سَلَامَةُ بَنِي أُمَيَّةٍ فَصُمْ شُكْرًا لِلَّهِ“

یعنی بنی امیہ علیہم اللعنة اور وہ اہل شام جو ان کے ساتھ قتل حسین میں شریک تھے، انھوں نے نذر مانی کہ اگر حسین شہید ہو جائیں اور خلافت کی باگ ڈور بنی امیہ کے ہاتھوں میں آجائے تو روز عاشور کو اپنے لئے عید کا دن قرار دیں اور شکرانہ کے طور پر اس دن روزہ رکھیں؛ اور اپنی اولاد کو خوشحال و مسرور کریں لہذا آل ابوسفیان کے درمیان آج تک یہ سنت کے عنوان سے رائج ہے۔ تمام لوگوں نے ان کی اقتدا کی اور روز عاشور روزہ رکھنے لگے اور اپنی اولاد کو مسرور کرنے لگے... بے شک! روزہ مصیبت کے وقت نہیں رکھا جاتا بلکہ سلامتی پر شکرانہ ادا کرنے کے عنوان سے رکھا جاتا ہے، اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ روز عاشور امام حسین پر مصائب کے پہاڑ ٹوٹ گئے، لہذا اگر تم اس مصیبت میں شریک ہونا چاہتے ہو تو روز عاشور روزہ نہ رکھنا

اور اگر تمہارے لئے آل امیہ کی سلامتی باعث فرحت و مسرت ہو تو شکر خدا انجام دینے کے عنوان سے روزہ رکھو۔ (۱)

یہ تمام مذکورہ روایتیں، روز عاشور کے روزہ کو ممنوع قرار دیتی ہیں؛ اگرچہ ان میں سے بعض روایتیں ضعیف ہیں لیکن ان روایتوں کا معتبر کتب میں موجود ہونا، سیرت متشرعہ کا ان روایات کے مطابق ہونا اور اصحاب ائمہ بلکہ ائمہ علیہم السلام کی جانب سے روزہ نہ رکھنے پر تاکید ہونا ضعف کو تقویت سے بدل دیتا ہے، بلکہ روز عاشور کے روزہ کو جائز قرار دینے والی روایتوں اور روزہ سے منع کرنے والی روایتوں کے درمیان شیخ طوسی کا تضاد برطرف ہونا دلیل ہے کہ منع کرنے والی روایتوں کی اسناد معتبر ہیں۔



## روز عاشور کا روزہ جائز

اس ضمن میں متعدد روایات مرقوم ہیں، جن میں سے چند احادیث کا تذکرہ مناسب سمجھتا ہوں:

### پہلی روایت: روایت امام کاظم علیہ السلام

امام کاظم علیہ السلام سے منقول ہے: ”صَامَ رَسُولُ اللَّهِ يَوْمَ عَاشُورَاءَ“ یعنی پیغمبر اسلام نے روز عاشور روزہ رکھا۔ (۱)؛ اگرچہ یہ روایت علامہ مجلسی کے نزدیک مؤثق و معتبر ہے (۲) لیکن محقق قمی نے اس روایت کو تقیہ پر حمل کیا ہے۔ (۳)

### دوسری روایت: روایت امام باقر علیہ السلام

قداح نے امام باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے: ”صِيَامُ عَاشُورَاءَ، كَفَّارَةٌ سَنَةٍ“ یعنی روز عاشور کا روزہ، ایک سال کا کفارہ ہے۔ (۴)؛ علامہ مجلسی نے اس روایت کو مجہول شمار کیا ہے۔ (۵)

۱. التہذیب: ج ۴، ص ۳۰۰، ح ۹۰۸. وسائل الشیعة: ج ۱۰، ص ۴۵۸، ب ۱۱، ح ۵.

۲. ملاذ الاختیار: ج ۷، ص ۱۱۶.

۳. التہذیب: ج ۴، ص ۲۹۹، ح ۹۰۵. وسائل الشیعة: ج ۱۰، ص ۴۵۷، ب ۲۰، ح ۲.

۴. ملاذ الاختیار: ج ۷، ص ۱۱۵.

۵. التہذیب: ج ۴، ص ۳۳۳، ح ۱۰۴۵. وسائل الشیعة: ج ۱۰، ص ۴۵۷، ب ۲۰، ح ۲. مجہول: وہ روایت کہلاتی

ہے جس کا راوی معلوم نہ ہو (مترجم).



## تیسری روایت: روایت کثیر النوی

کثیر النوی نے روایت کی ہے: ”لَزَقَتِ السَّفِينَةُ يَوْمَ عَاشُورَاءَ“ یعنی (نوح کا) سفینہ عاشور کے دن (کوہ جودی پر) ٹھہرا۔ (۱)  
اس روایت کی سند ضعیف ہے، اس کو تقیہ پر حمل کیا گیا ہے اور روز عاشور کی اس جیسی دیگر برکتیں بھی اہل سنت کے جھوٹے افراد کی من گھڑت کہانیاں ہیں۔ (۲)

## چوتھی روایت: روایت حضرت علی علیہ السلام

مسعدة بن صدقہ نے امام علی علیہ السلام سے روایت کی ہے: ”صُومُوا الْعَاشُورَاءَ، التَّاسِعَ وَالْعَاشِرَ يُكَفِّرُ ذُنُوبَ سَنَةٍ“ یعنی عاشور کے دن روزہ رکھو، تاسوعا اور عاشورا کا روزہ سال بھر کے گناہوں کا کفارہ قرار پاتا ہے۔ (۳)  
یہ روایت سند کے اعتبار سے ضعیف ہے اور تقیہ پر حمل کی گئی ہے۔ (۴)

۱. ملاذ الاختیار: ج ۷، ص ۱۷۴.

۲. الکافی: ج ۴، ص ۸۶. التہذیب: ج ۴، ص ۲۹۴، ح ۸۹۵. الفقیہ: ج ۲، ص ۴۸، ح ۲۰۸.

وسائل الشیعة: ج ۱۰، ص ۴۵۸. المقنع: ص ۵۷.

۳. مرآة العقول: ج ۱، ص ۲۴۶. روضة المتقین: ج ۳، ص ۲۳۰.

۴. الجعفریات: ص ۶۳. مستدرک الوسائل: ج ۷، ص ۵۲۳. جامع احادیث الشیعة: ج ۱، ص ۷۳۰.

## پانچویں روایت: روایت حفص

حفص بن غیاث سے منقول ہے: ”كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ كَثِيرًا مَا يَنْتَفِلُ يَوْمَ عَاشُورَاءَ فِي أَفْوَاهِ أَطْفَالِ الْمُرَاضِعِ مِنْ وَلَدِ فَاطِمَةَ مِنْ رِيقِهِ وَيَقُولُ: لَا تَطْعَمُوهُمْ شَيْئًا إِلَى اللَّيْلِ“ یعنی رسول اسلام روز عاشور فاطمہ کے شیرخوار بچوں کے منہ میں لعاب دہن دیتے تھے اور فرماتے تھے: ان کو رات تک کچھ نہ کھانا۔ (۱)؛ اس روایت کی سند ضعیف ہے اور دلالت کرنے سے بھی قاصر ہے۔ (۲)

## چھٹی روایت: روایت امام زین العابدین علیہ السلام

زہری نے امام زین العابدین علیہ السلام سے نقل کیا ہے: ”أَمَّا الصَّوْمُ الَّذِي صَاحِبُهُ بِالْخِيَارِ... صَوْمُ عَاشُورَاءَ...“ یعنی وہ روزہ جس میں روزہ دار کو اختیار ہے کہ روزہ رکھے یا نہ رکھے... روز عاشور کا روزہ ہے۔ (۳)

۱. جواهر الکلام: ج ۲۱، ص ۳۹۷.

۲. المقنع: ص ۶۶. مستدرک الوسائل: ج ۷، ص ۵۲۳.

۳. الصحيح البخاری: ج ۱، ص ۳۴۱.

یہ روایت ضعیف ہے اور تقیہ پر حمل کی گئی ہے جیسا کہ مجلسیؒ اول و دوم نے اس کی تصریح کی ہے؛ روز عاشور کے روزہ کی مذمت اور اس روز کو بنوامیہ کیلئے برکت کا روز بتانے والی بہت سی روایات ہیں۔ (۱)

### ساتویں روایت: روایت کتاب جعفریات

جعفریات کی روایت کے مطابق: ”كَانَ عَلَى يَفُؤْلٍ: صَوْمُوا يَوْمَ عَاشُورَاءَ“ یعنی علیؑ فرماتے تھے: عاشور کے دن روزہ رکھو۔ (۲)؛ لیکن کتاب ”جعفریات“ کا معتبر ہونا مشکوک ہے، اور محقق نجفی نے اپنی کتاب ”جواہر“ میں اس کتاب کو ضعیف شمار کیا ہے۔ (۳)

### آٹھویں روایت: روایت شیخ صدوق علیہ الرحمۃ

شیخ صدوق سے منقول روایت ہے: ”فَمَنْ صَامَ ذَلِكَ الْيَوْمَ غُفِرَ لَهُ ذُنُوبُ سَبْعِينَ سَنَةً“ یعنی جو انسان روز عاشور روزہ رکھے، اس کے ستر سال کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ (۴)؛ لیکن یہ روایت سند کے اعتبار سے ضعیف ہے اور قوی ترین روایتوں کے مقابلہ میں آئی ہے۔

۱. مصنف: عبد الرزاق مقرر، ج ۴، ص ۲۸۸، ح ۷۸۲۲. الصحيح البخاری: ج ۱، ص ۳۲۱.

۲. البخاری: ج ۱، ص ۳۲۱. الموطأ: ج ۱، ص ۲۱۹، ب ۹۴، ح ۷۵۳.

۳. الصحيح البخاری: ج ۱، ص ۳۲۱. مسند الحمیدی: ج ۱، ص ۲۳۹. الدارمی: ج ۲، ص ۳۶.

۴. الصحيح البخاری: ج ۱، ص ۳۲۲. الدارمی: ج ۲، ص ۳۶، ح ۷۶۱.

## اہل سنت کے مناب سے روزہ عاشور کا استنباط

روزہ عاشور سے متعلق پیغمبر اسلام سے منقول بہت سی احادیث میں تعارض اور تضاد پایا جاتا ہے لہذا بہت سے شارحین اور حاشیہ نگاران صحاح و سنن، ان احادیث کی تاویل و توجیہ پر مجبور ہو گئے لیکن ان روایتوں پر عائد اعتراضات پر نظر نہیں کی۔

### پہلی روایت: روایت غیر معروف

بعض روایتوں میں نقل ہوا ہے: ”إِنَّ النَّبِيَّ قَالَ يَوْمَ عَاشُورَاءَ، إِنْ شَاءَ صَامَ“  
یعنی پیغمبر اسلام نے روز عاشور فرمایا کہ جو چاہے اس دن روزہ رکھے۔ (۱)

### دوسری روایت: روایت غیر معروف

”كَانَ رَسُولُ اللَّهِ أَمَرَ بِصِيَامِ يَوْمِ (عَاشُورَاءَ) فَلَمَّا فُرِضَ رَمَضَانُ كَانَ مَنْ شَاءَ صَامَ وَمَنْ شَاءَ أَفْطَرَ“  
یعنی رسول اسلام نے روز عاشور، روزہ رکھنے کا حکم دیا تھا لیکن جب ماہ رمضان کے روزے فرض کئے گئے تو آپ نے فرمایا: جو چاہے اس دن (روز عاشور) روزہ رکھے جو چاہے افطار کرے یعنی روزہ نہ رکھے۔ (۲)

۱. صحیح مسلم: ج ۲، ۳۸۹. سنن ابن ماجہ: ج ۱، ۵۵۳. سنن الترمذی: ج ۳. الحمیدی:

ج ۱، ص ۲۰۵.

۲. تہذیب التہذیب: ج ۶، ص ۳۶.





## تیسری روایت: روایت غیر معروف

”كَانَ يَوْمُ عَاشُورَاءَ تَصُومُهُ قُرَيْشٌ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ يَصُومُهُ فَلَمَّا قَدِمَ الْمَدِينَةَ أَمَرَ بِصِيَامِهِ فَلَمَّا فُرِضَ رَمَضَانُ تَرَكَ يَوْمَ عَاشُورَاءَ، فَمَنْ شَاءَ صَامَهُ وَمَنْ شَاءَ تَرَكَهُ“ یعنی زمان جاہلیت میں قریش روز عاشور روزہ رکھتے تھے؛ اور پیغمبر اسلام بھی روزہ رکھتے تھے، جب آپ مدینہ پہونچے تو وہاں بھی آپ نے اس دن روزہ رکھنے کا حکم دیا لیکن جب ماہ رمضان المبارک کے روزے فرض کئے گئے تو روز عاشور کا روزہ ترک کر دیا گیا، لہذا جو چاہے اس دن روزہ رکھے اور جو چاہے ترک کرے۔ (۱)

## چوتھی روایت: روایت غیر معروف

”قَالَ رَسُولُ اللَّهِ: أَنَا أَحَقُّ بِمُوسَى مِنْكُمْ، فَصَامَهُ وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ“ یعنی رسول اسلام نے فرمایا: میں تمہاری نسبت موسیٰ سے زیادہ حق رکھتا ہوں، پس آپ نے اس روز (روز عاشور) روزہ رکھا اور (لوگوں کو) اس روز (روز عاشور) روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ (۲)

۱. مسند الطیالسی: ص ۱۶۷.

۲. سیر اعلام النبلاء: ج ۵، ص ۳۹۸.

## پانچویں روایت: روایت مجہول

”أَمَرَ النَّبِيُّ رَجُلًا مِنْ أَسْلَمَ أَنْ أَذِّنَ فِي النَّاسِ أَنَّ مَنْ كَانَ أَكَلَ فَلْيُصُمْ بَقِيَّةَ يَوْمِهِ، وَمَنْ لَمْ يَكُنْ أَكَلَ فَلْيُصُمْ يَوْمَ عَاشُورَاءَ“، یعنی پیغمبر اسلام نے قبیلہ اسلم کے ایک شخص کو حکم دیا کہ لوگوں میں اعلان کرے کہ جو (صبح میں بھولے سے) اس دن (روز عاشور) کھانا کھالے تو باقی دن کو روزہ کی حالت میں گزارے اور جس نے صبح سے کچھ نہ کھایا ہو تو لازم ہے کہ وہ شخص روز عاشور کا روزہ رکھے۔ (۱)

## چھٹی روایت: روایت مجہول

”صِيَامُ عَاشُورَاءَ أُحْتَسَبَ عَلَى اللَّهِ أَنْ يُكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِي قَبْلَهُ“ یعنی روز عاشور کا روزہ خداوند عالم پر لازم قرار دیتا ہے کہ وہ اس روزہ دار کے گزشتہ ایک سال کے گناہوں کو بخش دے، یعنی یہ روزہ ایک سال کے گناہوں کا کفارہ قرار پاتا ہے۔ (۲)

ابن عدی نے اس حدیث کو ضعیف احادیث میں شمار کیا ہے۔ (۳)

۱. مسند الطیالسی: ص ۱۰۶. تہذیب التہذیب: ج ۲، ص ۷۴.

۲. مسند الطیالسی: ص ۱۶۸، ح ۱۲۱۱. کنز العمال: ج ۸، ص ۲۵۶، ح ۲۳۵۹۳.

۳. الموطأ: ج ۱، ص ۲۹۹.

### ساتویں روایت: روایت ابن اسحاق

ابن اسحاق سے منقول ہے: ”مَا رَأَيْتُ أَحَدًا كَانَ أَمْرَ بِصِيَامِ عَاشُورَاءَ مِنْ عَلِيٍّ وَ أَبِي مُوسَى“ یعنی میں نے علی اور ابو موسیٰ کے علاوہ کسی کو نہیں دیکھا کہ اس نے ان دونوں سے زیادہ اس روزہ (روز عاشور) کا حکم دیا ہو!۔ (۱)

ابو اسحاق کی شخصیت مجروح ہے کیونکہ اس کی احادیث میں ہیرا پھیری پائی جاتی ہے اور خود اہل کوفہ نے اس کی احادیث کو باطل شمار کیا ہے۔ (۲)

### آٹھویں روایت: روایت جابر بن سمرہ

جابر بن سمرہ سے روایت ہے: ”كَانَ رَسُولُ اللَّهِ يَأْمُرُنَا بِصِيَامِ عَاشُورَاءَ... فَلَمَّا فَرَضَ رَمَضَانُ لَمْ يَأْمُرْنَا بِهِ وَ لَمْ يَنْهَانَا عَنْهُ...“ یعنی رسول اسلام ہمیں روز عاشور کے روزہ کا حکم دیتے تھے... پس جب رمضان کے روزے واجب قرار دے دیئے گئے تو حضرت نے ہمیں نہ تو اس دن (روز عاشور) کے روزہ کا حکم دیا نہ ہی منع کیا۔ (۳)

واضح رہے کہ یہ روایت رحمان اور استخبار پر دلالت نہیں کرتی، باوجود اس کے کہ اس کے سلسلہ سند میں جعفر بن ابی ثور کی وجہ سے اس کی سند پر ہوئے اعتراض سے غرض نظر کیا جائے۔

۱. سنن ابی داؤد: ج ۲، ص ۳۲۷۔

۲. سنن نسائی: ج ۴، ص ۲۰۴۔

۳. البخاری: ج ۳، ص ۱۰۳۔ المعجم الصغير: ج ۲، ص ۱۱۳۔

## نویں روایت: روایت قیس

قیس سے مروی ہے: ”كُنَّا نَصُومُ يَوْمَ عَاشُورَاءَ... قَبْلَ أَنْ يُنْزَلَ عَلَيْنَا صَوْمُ رَمَضَانَ وَالزَّكَاةُ فَلَمَّا نَزَلَا لَمْ نُؤْمَرْ بِهِ وَلَمْ نُنَّ عَنْهُ وَمِنَّا نَفْعَلُهُ“ یعنی ہم لوگ عاشور کے دن روزہ رکھتے تھے... قبل اس کے کہ رمضان المبارک کے روزہ اور زکاۃ کا حکم نافذ ہو، پس جب ان دونوں چیزوں کا حکم نازل ہو گیا تو نہ تو عاشور کے روزہ کا حکم دیا گیا نہ ہی منع کیا گیا، اور اس کے بعد بھی ہم میں سے بہت سے لوگ روزہ رکھتے رہے۔ (۱)؛ لیکن اگر اس حدیث کی سند پر ہوئے اعتراض سے غص نظر بھی کیا جائے تب بھی اس حدیث سے رجحان (یا استنباط) سمجھ میں نہیں آ رہا ہے۔

## دسویں روایت: روایت مجہول

”إِنَّ عُمَرَ أَرْسَلَ إِلَى الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ أَنَّ غَدًا يَوْمُ عَاشُورَاءَ فَصُمُّوا وَأَمُرُ أَهْلِكَ أَنْ يَصُومُوا“، یعنی (خليفة دوم) عمر نے حارث بن هشام کو پیغام بھیجا کہ کل روز عاشور ہے لہذا روزہ رکھنا اور اپنے اہل و عیال کو بھی روزہ کا حکم دینا۔ (۲)؛ یہ حدیث مرسل ہے (۳)؛ اس حدیث کو پیغمبر اسلام کی جانب منسوب نہیں کیا گیا ہے اور اس کے علاوہ عمر، شارح بھی نہیں ہیں۔

۱۔ عمدۃ القاری: ج ۱، ص ۱۲۱۔ ۲۔ المفصل من تاریخ العرب: ج ۶، ص ۳۴۲۔

۳۔ مرسل: اس حدیث کو کہا جاتا ہے کہ جس میں سلسلہ رواۃ کی کڑی سے کڑی نہ مل سکے یعنی سلسلہ رواۃ

میں سے کچھ راوی غائب ہوں۔ (مترجم)۔

### گیارہویں حدیث: روایت ابو غطفان

ابو غطفان سے مروی ہے: ”حِينَ صَامَ النَّبِيُّ يَوْمَ عَاشُورَاءَ أَمَرَنَا بِصِيَامِهِ... فَإِذَا كَانَ الْعَامُ الْمُقْبِلُ صُمْنَا التَّاسِعَ“ یعنی جب پیغمبر اسلام نے عاشور کے دن روزہ رکھا تو ہمیں بھی اس دن روزہ رکھنے کا حکم فرمایا... اور جب آئندہ سال آیا تو ہم نے تاسوعا کے روز بھی روزہ رکھا۔ (۱)

اگر اس حدیث کی سند کے ضعف سے غرض نظر کیا جائے پھر بھی یہ حدیث بخاری کی حدیث کے مخالف ہے جس میں یہ کہا گیا ہے کہ ماہ رمضان المبارک کے روزے واجب ہوئے تو عاشور کا روزہ ختم ہو گیا۔

### بارہویں روایت: روایت مجہول

”إِنَّ النَّبِيَّ كَانَ يَصُومُ يَوْمَ عَاشُورَاءَ“ یعنی پیغمبر اسلام روز عاشور روزہ رکھتے تھے۔ (۲)؛ یہ حدیث مرسل ہے، جب کہ اس حدیث میں رسول کا یہ عمل مستمر طور پر انجام پایا ہے، اور اس لحاظ سے یہ حدیث اس حدیث کے مخالف ہے: ”إِنَّ النَّبِيَّ لَمْ يَصُمْ يَوْمَ عَاشُورَاءَ...“ یعنی پیغمبر اسلام روز عاشور روزہ نہیں رکھتے تھے، پیشی نے روز عاشور کے روزہ سے متعلق تقریباً تیس احادیث بیان کی ہیں جن میں سے اکثر احادیث کو ضعیف شمار کیا ہے۔

۱. فتح الباری: ج ۴، ص ۲۸۹، نیل الأوطار: ج ۳، ص ۲۴۳.

۲. ارشاد الساری: ج ۴، ص ۶۴۸.

## تیرہویں روایت: روایت غیر معروف

بعض کتب میں مرقوم ہے: ”ذَخَلَ الْأَشْعَثُ عَلَى ابْنِ مَسْعُودٍ وَهُوَ يَطْعَمُ، فَقَالَ: الْيَوْمَ عَاشُورَاءُ! فَقَالَ: كَانَ يُصَامُ قَبْلَ أَنْ يُنْزَلَ رَمَضَانُ فَلَمَّا نَزَلَ رَمَضَانُ تَرَكَ...“ یعنی اشعث عبداللہ ابن مسعود کے پاس ایسے عالم میں پہنچے کہ ابن مسعود کھانا تناول فرما رہے تھے، اشعث نے (تجب بھرے لہجہ میں) کہا: آج روز عاشور ہے! ابن مسعود نے جواب دیا: جب تک ماہ رمضان کے روزہ کا حکم نازل نہیں ہوا تھا تب تک روز عاشور کا روزہ رکھا جاتا تھا لیکن جب سے ماہ رمضان کے روزے فرض کر دیئے گئے تب سے اس روز کا روزہ ترک ہو گیا۔ (۱)

ایک دوسری روایت بھی ابن مسعود سے نقل ہے: ”فَلَمَّا فُرِضَ شَهْرُ رَمَضَانَ نَسَخَهُ، ثُمَّ قَالَ أَفْعَدُ فَقَعَدْتُ فَأَكَلْتُ“ یعنی عبداللہ ابن مسعود نے مجھ (اشعث) سے کہا: جب سے ماہ رمضان المبارک کے روزے فرض کئے گئے تبھی سے روز عاشور کا روزہ منسوخ کر دیا گیا، پھر انھوں نے مجھ سے کہا: بیٹھ جاؤ، میں بیٹھ گیا اور ان کے ساتھ ماہ رمضان کا روزہ



۲. السنن الکبریٰ: ج ۴، ص ۴۸۰. فتح الباری: ج ۴، ص ۲۸۹. عمدة القاری: ج ۱۱، ص ۱۲۱.

## روز عاشور کے روزہ سے متعلق روایتوں پر علمائے اہلسنت

### کے حواشی

عاشور کے دن روز رکھنے سے متعلق روایتوں پر بعض علمائے اہل سنت نے حاشے لگائے ہیں جن میں سے چند حاشیہ جات مندرجہ ذیل ہیں:

#### پہلا حاشیہ: حاشیہ یعنی

یعنی رقمطراز ہیں: ”قَوْلُهُ تَصُومُهُ قُرَيْشٌ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، يَعْنِي قَبْلَ الْإِسْلَامِ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ يَصُومُ، أَيْ قَبْلَ الْهِجْرَةِ“ یعنی ”یہ روزہ (روز عاشور کا روزہ) جاہلیت کے زمانہ میں قریش رکھا کرتے“، یعنی یہ روزہ اسلام سے پہلے رکھا جاتا تھا، اور ”رسول اسلام یہ روزہ رکھتے تھے“، یعنی ہجرت سے قبل یہ روزہ رکھا کرتے تھے۔  
یعنی کہتے ہیں یہ تاویل صحیح نہیں ہے، کیونکہ بعثت سے پہلے والے زمانہ کو زمان جاہلیت کہا جاتا ہے تو یہ کیسے کہا جاسکتا ہے کہ پیغمبر اسلام دور جاہلیت میں عاشور کا روزہ رکھتے تھے؟! اسی لئے انھوں نے تاویل کی کہ زمان جاہلیت سے مراد ہجرت سے پہلے کا زمانہ ہے، کیونکہ پیغمبر اسلام اپنی نبوت کے دوران تیرہ برس مکہ میں قیام فرماتے تھے، تو یہ کیسے کہا جاسکتا ہے کہ آپ کا روزہ دور جاہلیت میں تھا؟!۔ (۱)

## دوسرا حاشیہ: حاشیہ جواد علی

جواد علی نے نقل کیا ہے: ”...ظاہر روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ روز عاشور قریش کے روزہ رکھنے والی حدیث متاخر ہے، اور اس حدیث کی تائید میں کوئی دوسری حدیث نہیں ہے، اور یہ معقول بھی نہیں ہے کہ قریش، روز عاشور میں روزہ رکھیں! کیونکہ وہ لوگ (قریش) کافر تھے اور روز عاشور کا روزہ، یہودیوں کی سنت تھی، اور اس دن کا روزہ ان کے نزدیک استغفار اور کفارہ کے عنوان سے ہوتا تھا، قریش کیوں استغفار کریں گے اور وہ اس دن روزہ کیوں رکھیں گے! اور انھوں نے کون سا گناہ انجام دیا تھا کہ اپنے خداؤں سے عفو و بخشش طلب کرتے؟!۔“ (۱)

## تیسرا حاشیہ: حاشیہ عسقلانی

عسقلانی گویا ہیں: ”اگر روز عاشور کے روزہ کے فرض ہونے کا وقت مقرر کیا جائے تو وہ وہی ہے جو سرکار رسالتؐ مدینہ میں تشریف لائے یعنی ربیع الاول کی ابتدا میں روز عاشور کے روزہ کا حکم نافذ ہوا اور ۲ھ میں ماہ رمضان کے روزے فرض کئے گئے، اگر اس اعتبار سے دیکھا جائے تو روز عاشور کے روزہ کا حکم، ایک سال سے زیادہ نہیں رہا ہے، پھر روز عاشور کے روزہ میں اختیار دے دیا گیا یعنی چاہو تو رکھو چاہو تو ترک کردو۔“ (۲)

۱. نیل الأوطار: ج ۴، ص ۲۴۳. بدائع الصنائع: کسائی، ج ۲، ص ۲۱۸.

۲. الحدائق الناضرة: ج ۱۳، ص ۳۷۶.



## چوتھا حاشیہ: حاشیہ ر قسطلانی

قسطلانی کچھ یوں رقم کرتے ہیں: ”اگر روز عاشور کے روزہ کی فرضیت کو مسلم شمار کیا جائے تو (بھی) اس کی مدت ایک سال سے زیادہ نہیں ہے، اور ماہ رمضان کے روزوں نے اس کو منسوخ کر دیا تو اس کے بعد حضور اکرم سے مروی کوئی روایت نہیں آئی جو رمضان کے باوجود روز عاشور کے روزہ کو واجب قرار دے، بلکہ لوگوں کو خود ان کی حالت پر چھوڑ دیا گیا اور اس روزہ سے منع نہیں کیا گیا۔“ (۳)

یہ تمام وضاحت اور دسوں مثالیں اگر کسی چیز پر دلالت کرتی ہیں تو اس چیز پر دلالت کرتی ہیں کہ (روز عاشور کے روزے سے متعلق) روایات میں تناقض پایا جاتا ہے (ایک روایت دوسری روایت کو ضعیف قرار دیتی ہے)۔



[jabir.abbas@yahoo.com](mailto:jabir.abbas@yahoo.com)

## روزہ روز عاشور سے متعلق، علمائے اسلام کے نظریات

روز عاشور کے روزہ کے متعلق، علمائے اسلام کے درمیان کثیر تعداد میں اختلاف نظر ہے، اہل سنت علماء کے درمیان بھی متعدد اقوال ہیں اور علمائے تشیع کے درمیان بھی کئی نظریات ہیں، انھیں نظریات کو بیان کرنا چاہتے ہیں۔

### علمائے اہل سنت کے نظریات

علمائے اہل سنت کا اتفاق ہے کہ روز عاشور کا روزہ مستحب ہے باوجود اس کے کہ عبداللہ ابن مسعود اور عبداللہ ابن عمر نے استحباب کی مخالفت کرتے ہوئے، اس روزہ کو مکروہ شمار کیا ہے۔ (۱)

زین الدین خنئی گویا ہیں: ”ابن مسعود اور ابن عمر سے منقول روایات کی بنا پر روز عاشور کے روزہ کا استحباب ختم ہو جاتا ہے۔“ (۲)  
شوکانی رقمطراز ہیں: ”ابن عمر کی روایت کے مطابق: روز عاشور کو روزہ کے قصد سے بھوکا پیاسا رہنا مکروہ ہے۔“

۱. جامع المدارک: ج ۲، ص ۲۲۔

۲. مستند الشیعة: ج ۱۰، ص ۳۸۷۔ کیونکہ ان دونوں (عبداللہ ابن مسعود اور عبداللہ ابن عمر) نے اس

روز (روز عاشور) کے روزہ کو مکروہ شمار کیا ہے۔ (مترجم)۔

## علمائے تشیع کے نظریات

اس روزہ سے متعلق، فقہاء شیعہ کے بھی مختلف نظریات ہیں:

**الف: روز عاشور کا روزہ حرام ہے:**

اس کی تائید میں محدث بحرانی (۱) علامہ مجلسی (۲) کے اقوال ہیں۔

**ب: روز عاشور کا روزہ بنا برا احتیاط واجب، جائز نہیں ہے:**

اس کی تائید سید خوانساری (۳) اور آیتہ اللہ وحید خراسانی کے اقوال ہیں۔

**ج: روز عاشور کا روزہ مکروہ ہے:**

اکثر علمائے متاخرین تشیع (یعنی دور حاضرتک) کا نظریہ یہ ہے کہ روز عاشور کا روزہ مکروہ ہے۔ (۴)

**د: روز عاشور، وقت عصرتک کھانے پینے سے پرہیز مستحب ہے:**

اس بھوک پیاس کو شرعی اصطلاح میں روزہ نہیں کہا جاسکتا کیونکہ عصر کے وقت تک کوئی روزہ نہیں ہوتا یعنی عاشور کے روز، روزہ نہیں بلکہ فاقہ مستحب ہے: اس نظریہ کے حامی علامہ حلی، شہید اول، شہید ثانی اور محقق سبزواری ہیں۔ ان کے نزدیک استحباب کا معیار عبد اللہ ابن سنان کی روایت ہے جو انھوں نے امام صادق سے

۱. توضیح المسائل: ط ۱، ص ۹۲، مسئلہ ۴۵۵/۱. صوم عاشورا بین السنة والبدعة: ص ۹۲.

۲. صوم عاشورا بین السنة والبدعة: ص ۱۰۱.

۳. مصباح المتہجد: ۲۴. وسائل الشیعة: ج ۱۰، ص ۴۵۸، ب ۲، ح ۴. الاقبال: ج ۳، ص ۵۹.

بحار الانوار: ج ۱۰۱، ص ۳۱۳، ح ۶.

۴. صوم عاشورا بین السنة والبدعة: ص ۸۳.

نقل کی ہے، عبداللہ بن سنان کہتے ہیں کہ میں نے امام صادق علیہ السلام سے دریافت کیا: روز عاشور کے روزہ سے متعلق آپ کا کیا نظریہ ہے؟ آپؑ نے جواب دیا: روز عاشور بغیر نیت کے روزہ رکھو اور بغیر خوشی کے افطار کرو؛ اور اس دن روزہ کو مکمل نہ کرو بلکہ عصر کے بعد پانی کے گھونٹ سے افطار کرو، کیونکہ یہی وہ وقت ہے کہ جس وقت آل رسولؐ پر جنگ کی شدت آشکار ہوئی۔ (۱)

ہ: روز عاشور کا فاقہ غم و اندوہ کے ہمراہ مستحب ہے:

اہل تشیع کے نزدیک مشہور نظریہ یہی ہے (۲)؛ کیونکہ اس نظریہ کے حامی اکثر علماء تشیع ہیں مثلاً شیخ مفید، ابن براج، ابن زہرہ، صہرشتی، ابن ادریس، یحییٰ بن سعید، محقق حلی کتاب شرایع الاسلام اور رسائل تسع میں، علامہ حلی کتاب منتہی اور کتاب ارشاد میں، محقق سبزواری کتاب کفایہ میں اور محقق نجفی کتاب جواہر میں....



۱. مستند العروة الوثقی: ج ۲، ص ۳۰۵.

۲. الشرح الصغير: ج ۱، ص ۲۹۲. ریاض المسائل: ج ۵، ص ۲۲۱. التنقیح الرائع: ج ۱، ص ۳۸۶.  
الرسالة العاشورائية: ص ۲۹۰. المقنعة: ص ۳۶۷. الاقتصاد الهادی الی الطريق الرشاد: ص ۲۹۳.  
المبسوط: ج ۱، ص ۲۱۸. الرسائل العشر: ص ۲۱۸. المہذب: ج ۱، ص ۱۸۸. الغنیة: ص ۱۲۸. تبصرة المتعلمین: ج ۱، ص ۱۳۶.

## بعض اقوال کی تصریح

روز عاشور کے روزہ کے متعلق بعض اقوال جو تصریح کے ساتھ منقول ہیں، ان میں سے چند اقوال کا تذکرہ کرنا مناسب ہے:

### پہلا قول

محدث بحرانی رقمطراز ہیں: ”اس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ ان روایات سے روز عاشور کے روز کی حرمت واضح ہے، اور حرمت کے علاوہ کوئی دوسرا حکم بیان کرنے کا سبب یہ ہے روایتوں میں غور و خوض نہیں کیا گیا، خلاصہ یہ ہے کہ اس روز کا روزہ واضح طور پر حرام ہے۔“ (۱)

### دوسرا قول

علامہ مجلسی فرماتے ہیں: ”احتیاط کی بنا پر روز عاشور کا روزہ ترک کرنا چاہئے۔“ (۲)

۱. الحدائق الناضرة: ج ۱۳، ص ۳۷۶.

۲. مرآة العقول: ج ۱، ص ۳۶۱. زاد المعاد: ص ۷۸.



## تیسرا قول

علامہ خوانساری فرماتے ہیں: ”بعض علمائے متاخرین نے اس روزہ کی حرمت کا فتویٰ دیا ہے کیونکہ انھوں نے نہی کنندہ نصوص کو ترجیح دی ہے... ظاہر یہ ہے کہ یہی صحیح ہے۔“ (۱)

## چوتھا قول

طعان رقمطراز ہیں: ”ائمہ علیہم السلام نے تصریح کی ہے کہ روز عاشور، روزہ رکھنے کا دن نہیں ہے، اور اس دن روزہ رکھنا سبب بنتا ہے کہ وہ روزہ دار، آل زیاد کے ساتھ محسور ہو اور وہ مذکورہ متعدد ہلاکتوں میں مبتلا ہو۔“ (۲)

## پانچواں قول

شہید ثانی فرماتے ہیں: ”روز عاشور کے روزہ میں غم و اندوہ ہونا لازمی ہے؛ دراصل روز عاشور کے روزہ کو روزہ نہیں کہا جاتا کیونکہ روزہ رکھنا روز عاشور سے سازگار نہیں ہے اور نہ ہی شرعی اعتبار سے مناسب ہے بلکہ بغیر روزہ کی نیت کئے ہوئے کھانے پینے سے اپنے نفس کو روکنا چاہیے کیونکہ یہ ترک شدہ روزہ ہے جیسا کہ روایات بھی منقول ہیں اور امام صادق علیہ السلام کا قول بھی دلالت کرتا ہے کہ

۱. جامع المدارک: ج ۲، ص ۲۲۷.

۲. الرسالة العاشورائبة: ص ۲۸۴.

روز عاشور کا روزہ، تحقیقی جائزہ

﴿۲۸﴾

”صمه من غیر تبییت و افطره من غیر تسمیت ولیکن فطرك بعد صلاة العصر“ یعنی اس دن (روز عاشور) بغیر نیت کے روزہ رکھو اور بغیر اظہار خوشی کے افطار کرو، لیکن تمہارا افطار نماز عصر کے بعد ہونا چاہئے، امام کا یہ قول ثابت کرتا ہے کہ کھانا پینا ترک کرو لیکن غم و اندوہ کے ساتھ (تا کہ روزہ شمار نہ ہو بلکہ فاقہ شمار ہو)، اور مناسب ہے کہ اس بھوک اور پیاس کو قصد قربت کے ساتھ انجام دے کیونکہ یہ عبادت ہے (یعنی روزہ کی نیت نہ کرے بلکہ فاقہ کی نیت کر لے)۔ (۱)



روز عاشور کا روزہ

۱. مسالک الافہام: ج ۲. اور مدارک میں حاشیہ لگایا ہے کہ یہ بعید ہے اور نص معتبر کے خلاف ہے۔

ج ۲، ص ۲۶۸.



## عاشور کے متعلق جعل سازوں کے نظریات

بنی امیہ کے درباری جعل ساز اور ان کے نمک خواروں نے عاشور کے بہت سے فضائل و برکات بیان کئے ہیں اور زبردستی بال کی کھال نکالنے کی کوشش کی ہے؛ لیکن خود انھیں کے علماء نے ان پر جعل سازی اور جھوٹ کا فتویٰ لگایا ہے۔ جن میں سے چند نمونے مندرجہ ذیل ہیں:

### پہلی خود ساختہ روایت:

روایت ہوئی ہے کہ ”مَنْ وَسَّعَ عَلَى عِيَالِهِ يَوْمَ عَاشُورَاءَ، وَسَّعَ اللَّهُ عَلَيْهِ سَائِرَ سَنَتِهِ“ یعنی جو شخص روز عاشور اپنے اہل و عیال پر فراخ دلی کا اظہار کرے تو خداوند عالم پورے سال اس کے رزق میں وسعت عطا فرمائے گا۔ اس حدیث کے بارے میں ابن جوزی اور ابن تیمیہ کا نظریہ ہے کہ یہ روایت جعلی ہے۔

ابن جوزی رقمطراز ہیں: ”کچھ جاہلوں نے مذہب اہل سنت کو اپنایا اور یہ قصد کیا کہ رافضیوں کے خلاف کینہ کا اظہار کریں لہذا انھوں نے روز عاشور کی فضیلت میں احادیث گھڑنی شروع کر دیں“۔ (۱)

## دوسری خود ساختہ روایت:

اعرج نے ابو ہریرہ سے نقل کیا ہے: **”إِنَّ اللَّهَ عَزَّوَجَلَّ افْتَرَضَ اللَّهُ عَلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ صَوْمَ يَوْمٍ فِي السَّنَةِ، يَوْمَ عَاشُورَاءَ وَهُوَ الْيَوْمُ الْعَاشِرُ مِنَ الْمُحَرَّمِ فَصُومُوهُ... فَإِنَّهُ الْيَوْمُ الَّذِي تَابَ اللَّهُ فِيهِ آدَمَ...”** یعنی خداوند عالم نے بنی اسرائیل پر سال میں ایک دن ”روز عاشور“ روزہ فرض کیا اور وہ محرم کی دس تاریخ ہے لہذا اس دن روزہ رکھو... یہ وہ دن ہے جس دن خداوند عالم نے آدمؑ کی توبہ قبول فرمائی... حدیث بہت طولانی ہے۔ ابن جوزی کا بیان ہے: **”کسی بھی عاقل کو شک نہیں ہو سکتا کہ یہ حدیث جعل کی ہوئی ہے؛ لیکن تعجب ہے کہ یہ لوگ کتنے بے شرم ہیں! پردہ اٹھنے کے باوجود بھی اس بدعت سے باز نہیں آئے اور محال باتوں کو ممکن کرنے کی سعی میں ہیں!“**۔ (۱)

## تیسری خود ساختہ حدیث:

ابراہیم صائغ نے میمون بن مہران سے روایت کی ہے: **”مَنْ صَامَ يَوْمَ عَاشُورَا كَتَبَ اللَّهُ عِبَادَةَ سِتِّينَ سَنَةً“** یعنی جو شخص روز عاشور کا روزہ رکھے، خداوند عالم اس کے نامہ اعمال میں ساٹھ سال کی عبادت کا ثواب لکھتا ہے۔ ابن جوزی کا بیان ہے: **”یہ حدیث بلا شک و تردید، جعل شدہ ہے“**۔ ابو حاتم کا بیان ہے: **”یہ حدیث باطل ہے اور اس کی کوئی اصل نہیں ہے“**۔ ذہبی کا بیان ہے: **”حبیب بن ابی حبیب، حدیث گھڑتا تھا، اس مطلب کو**

ابن حبان وغیرہ نے طولانی حدیث میں بیان کیا ہے، جس میں روز عاشور کے فضائل ہیں اور اسی میں آیا ہے: خداوند عالم نے آسمان کو یوم عاشور خلق فرمایا۔“ ذرا اس بہتان پر غور تو کیجئے!۔“

### چوتھی خود ساختہ روایت:

سرمہ والی روایت: ”جو شخص روز عاشور سرمہ کو تو تیاے چشم قرار دے...“ عینی کا بیان ہے کہ یہ روایت جعلی ہے اور اس کو صرف قاتلان حسینؑ نے جعل کیا ہے۔

## عاشور کے متعلق اہل بیت علیہم السلام کے اقوال

اس میں کوئی دو رائے نہیں ہے کہ اہل بیت علیہم السلام نے اس (عاشور کے روزہ) جیسی جھوٹی افواہوں کی اپنی الہی تعلیمات کے ذریعہ تردید کی ہے، بالخصوص روز عاشور کے روزہ کی۔ مثلاً اہل بیت کرام علیہم السلام نے روز عاشور، کسی بھی قسم کی جدوجہد اور کسی بھی طرح کے کاروبار سے منع فرمایا ہے اور حکم دیا ہے کہ اس روز محزون و غمزدہ رہا جائے، اور جو شخص روز عاشور کو روز خیر و برکت شمار کرے گا وہ یزید کے ساتھ محشور ہوگا۔

اہل بیت کرام علیہم السلام کے ان نورانی اقوال میں سے ایک مبارک قول مندرجہ ذیل ہے:

### امام رضا علیہ السلام سے منقول روایت

امام رضاؑ نے فرمایا ”مَنْ تَرَكَ السَّعْيَ فِي حَوَائِجِهِ يَوْمَ عَاشُورَا، قَضَى اللَّهُ لَهُ حَوَائِجَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، وَ مَنْ كَانَ يَوْمَ عَاشُورَا يَوْمَ مُصِيبَتِهِ وَ حُزْنِهِ وَ بُكَائِهِ

جَعَلَ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَوْمَ فَرَجِهِ وَ سُرُورِهِ، وَقَرَّتْ بِنَا فِي الْجَنَّةِ عَيْنُهُ، وَمَنْ سَمِيَ يَوْمَ عَاشُورًا يَوْمَ الْبَرَكَةِ وَادَّخَرَ لِمَنْزِلِهِ فِيهِ شَيْئًا لَمْ يُيَاكَ لَهُ فِيمَا آدَّخَرَ، وَحَسَرَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ يَزِيدٍ وَ عُبَيْدِ اللَّهِ وَ عُمَرُ بْنُ سَعْدٍ لَعْنَهُمُ اللَّهُ فِي أَسْفَلِ دَرَكٍ مِنَ النَّارِ، یعنی جو شخص روز عاشور (غم کی نیت سے) اپنی حاجات دنیوی کو ترک کر دے، خداوند عالم اس کی حاجات دنیوی و اخروی کو بر لائے گا، اور جو شخص روز عاشور کو اپنے لئے روز مصیبت اور روز غم و اندوہ شمار کرے اور سارا دن گریہ و بکا میں گزار دے، خداوند عالم روز قیامت اس کو فرحت و سرور عطا فرمائے گا، اور جو شخص اس روز کو روز برکت شمار کرے اور اپنے گھر کے لئے کچھ ذخیرہ کرے تو خداوند عالم اس کے ذخیرہ میں برکت نہیں دے گا اور روز قیامت اسے یزید، عبید اللہ بن زیاد اور عمر ابن سعد علیہم اللعنة کے ساتھ محشور فرمائے گا جو جہنم کے نچلے طبقے میں ہیں۔ (۱)

### تاخیر محرم، روز عاشور کے روزہ کے ساتھ کیسے جمع ہوگی؟

اس مقام پر یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ دور جاہلیت کے لوگ کبھی بھی محرم کو صفر کے بعد مناتے تھے اور صفر کو ذیقعدہ کے ساتھ قرار دیتے ہوئے اس کو محرم شمار کرتے تھے، تاکہ پے درپے تین حرام مہینوں سے محفوظ رہ سکیں؛ لہذا اگر صحیح طریقہ سے حساب کیا جائے تو فقط بارہ سال میں ایک بار محرم کا مہینہ اپنی جگہ صحیح ہوگا۔

اگر یہ قبول کیا جائے کہ محرم کی حرمت صفر میں منتقل ہو گئی اور پھر محرم کو دوسرے سال اپنی جگہ پر قرار دیا گیا تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ ان کے نزدیک صفر ہی محرم تھا اور صفر کی دس تاریخ کو روزہ رکھنا دور جاہلیت میں رائج تھا، لہذا ان تمام باتوں کے پیش نظر یہ کیسے ثابت کیا جاسکتا ہے کہ قریش محرم کی دسویں تاریخ کو روزہ رکھتے تھے! اور پیغمبر اسلام نے بھی انھیں کی پیروی کرتے ہوئے اس دن روزہ رکھا!؟۔ (۱)

## روز عاشور، بنی امیہ کا روز عید

احادیث و روایات کے غرض نظر، ہماری تحقیقات کے مطابق: بنی امیہ نے روز عاشور کو روز عید کے عنوان سے بچھوایا تھا اور اعلان کیا تھا کہ یہ دن عید کا دن ہے، اور اس کا سبب یہ تھا کہ چونکہ انھوں نے آل رسول کی شان والا صفات میں غیر انسانی فعل کا ارتکاب کیا تھا، عظیم جرم کے مرتکب ہو کر ذلیل و خوار ہوئے تھے لہذا اپنے اس جرم کی پردہ پوشی کے لئے، اس دن کو عید کا دن قرار دیا، یہاں تک کہ یہ جملہ زباں زد خاص و عام ہو گیا تھا کہ ”اذل من اموی بالكوفة يوم عاشورا“ یعنی بنی امیہ کو فہ میں جس قدر عاشور کے دن ذلیل و خوار ہوئے اس قدر کبھی بھی ذلت و خواری کا سامنا نہیں ہوا۔ (۲)

۱. الاقبال: ج ۳، ص ۸۲.

۲. تفسیر المیزان: ج ۹، ص ۲۸۸. صوم عاشورا بین السنة والبدعة: ص ۱۳۰.

## روز عاشور کے متعلق مورخین کی تصریح

### پہلی تصریح: مقریزی کا بیان

جب تک مصر میں خلفائے فاطمی کی حکومت رہی تب تک وہاں روز عاشور کی سرکاری چھٹی ہوتی تھی اور تمام بازار بند رہتا تھا اور لوگ اس دن فاقہ شکنی کا بڑا زبردست انتظام کرتے تھے اور امام حسینؑ کے غم میں عظیم دسترخوان لگایا جاتا تھا اور اونٹوں کو خیر کیا کرتے تھے۔ جب تک فاطمی حکومت قائم رہی تب تک یہی رواج باقی رہا لیکن جب فاطمی حکومت ختم ہوئی اور بنی ایوب کی حکومت آئی تو اس حکومت نے روز عاشور کو روز فرحت و سرور قرار دیا اور وہ لوگ اس دن اپنے اہل و عیال اور اپنے گھر کے لئے ذخیرہ سازی کرتے تھے، نئے نئے برتن خریدتے تھے، آنکھوں میں سرمہ لگاتے تھے اور اہل شام کی وہ سنت جو حجاج نے عبد الملک کے دوران حکومت رائج کی تھی یعنی (عسل کے لئے عمومی) حمام میں جانا؛ تاکہ اس کے ذریعہ شیعان علی ابن ابیطالبؑ کی مخالفت ہو سکے کیونکہ شیعان علی ابن ابیطالبؑ روز عاشور امام حسینؑ اور اصحاب حسینیؑ کے غم میں محزون و غمزدہ رہتے ہیں کیونکہ اس روز انھیں شہید کیا گیا۔ بنی ایوب بھی اسی سنت (سنت بنی امیہ) پر عمل پیرا ہو گئے اور روز عاشور کو روز فرحت و سرور شمار کرنے لگے اور اپنے اہل خانہ کے لئے وسعت کا روز قرار دیا۔ (۱)

### دوسری تصریح: ابوریحان کا بیان

روز عاشور کو بہت عظیم روز شمار کیا جاتا تھا یہاں تک کہ اس دن امام حسینؑ اور اصحابِ حسینی عروسِ شہادت سے بغل گیر ہوئے، اور ان ہستیوں کے ساتھ ایسا سلوک روا رکھا گیا کہ شریروں کی شرارت، لجاجت اور کمینوں کے کمینہ پن نے بھی آنکھیں جھکا لیں؛ کیونکہ قتل، پیاسا رکھنا، تلوا بازی، خیام میں آگ لگانا، اجسامِ طاہرہ سے سروں کو جدا کرنا، شہیدوں کے اجسامِ طاہرہ پر گھوڑے دوڑانا اور آلِ رسولؐ پر بڑے سے بڑا ستم ڈھانا، زمرۂ انسانیت سے خارج امور ہیں۔ لیکن ان غموں کے باوجود بنی امیہ نے اس دن نئے لباس خریدے، زینت و آرائش کی، آنکھوں میں سرمہ لگایا اور اس دن کو روزِ عید شمار کیا، اس دن ویکہ کیا، مہمانداری کی، مٹھائیاں کھلائیں اور انواع و اقسام کی غذائیں فراہم کی گئیں، اس رسم کو اسی وقت سے اہل سنت نے اپنا لیا، بنی امیہ کی حکومت نیست و نابود ہو گئی لیکن اہل سنت کے درمیان سے اس بدعت کا خاتمہ نہ ہو سکا۔ (۱)

### تیسری تصریح: کراہکی کا بیان

کتنی حیرت انگیز بات ہے کہ یہ لوگ محبتِ اہل بیتؑ کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن جس روز امام حسینؑ پر مصائب و آلام ڈھائے گئے (روز عاشور) اس روز کو روزِ برکت شمار کرتے ہیں، اس دن صدقہ دیتے ہیں، نیکیاں انجام دیتے ہیں، انفاق کرتے ہیں

اس روز سال بھر کا نمک خریدنے کو باعث خیر و برکت شمار کرتے ہیں، چندہ و پسندیدہ لباس پہن کر فخر و مباہات کرتے ہیں، اپنے جسموں کو پاک صاف کرتے ہیں، اپنے بھائیوں سے والہانہ مصافحہ کرتے ہیں، احوال پرسی میں اضافہ کرتے ہیں، دوستوں کی دعوت کرتے ہیں اور خوشی و مسرت کے ماحول کی وجہ سے شکر بجالاتے ہیں، ان کی عذر تراشی یہ رہتی ہے کہ یہ روز بقیہ ایام کی مانند نہیں ہے بلکہ یہ دن عظیم منقبتوں سے مخصوص ہے، اور وہ یہ بھی دعویٰ کرتے ہیں کہ اس روز خداوند عالم نے آدمؑ کی توبہ کو قبول فرمایا۔ (ہمارا اعتراض یہ ہے) کیسے ممکن ہے کہ جناب آدمؑ کا حق ادا کرتے ہوئے اس دن عید منانا واجب ہو گیا لیکن سید الانبیاء محمد مصطفیٰؐ کے حق کی ادائیگی کے پیش نظر ان کے نواسے کا کوئی غم نہیں؟!۔ (۱)

### چوتھی تصریح: علامہ سید رضی کے اشعار

کانت ماتم بالعراق تعدھا  
امویۃ بالشام من اعیادھا  
جعلت رسول اللہ من خصمائھا  
فلبئس مادخرت لیوم معادھا  
نسل النبی علی صعب مطیھا  
ودم النبی علی رؤوس صعادھا

۱. الکنی والالقباب: ج ۱، ص ۳۳۱. عجائب المخلوقات: ج ۱، ص ۱۱۴.



یعنی ملک عراق ماتم کدہ بنا ہوا ہے اور ملک شام میں بنی امیہ عید منارہے ہیں! پیغمبر اسلام کو کس قدر رنجیدہ کیا گیا، ان لوگوں (بنی امیہ) نے اپنی آخرت کے لئے کتنا برا تو شہ ذخیرہ کیا ہے! پیغمبر اکرم کی نسل مبارک تارا جی کے گھاٹ اتر گئی اور نبی اکرم کا مبارک خون نیزوں کی بلندیوں پر ہے....!۔

آخر کلام میں ہم یہ کہتے ہیں کہ روز عاشور کے روزہ کے متعلق ہمارا نظریہ وہی ہے جو محدث بحرانی، علامہ مجلسی، سید احمد خوانساری اور شیخ الاستاذ وغیرہ کا نظریہ ہے یعنی ”روز عاشور کا روزہ حرام ہے“ کیونکہ اس کے متعلق بہت سے روایات ہیں جو اس روزہ کی مذمت کرتی ہیں اور اس سے روکتی ہیں یا یوں تعبیر کیا جائے کہ بنی امیہ نے اس روز میں روزہ رکھنے کو اس لئے واجب قرار دیا ہے تا کہ وہ اپنے اس جرم کی پردہ پوشی کر سکیں جو عظیم جرم انھوں نے کربلا میں انجام دیا ہے۔

پروردگار عالم! اس گروہ پر لعنت فرما جس نے امام حسینؑ کے ساتھ جہاد کیا، جنھوں نے اس لشکر کی ہمراہی کی، جنھوں نے ان کو اسلحہ جات فروخت کئے اور جنھوں نے امام حسینؑ کے قتل میں ان (ملعونوں) کا ساتھ دیا۔ ”آمین“



## حسن ختام ولت لباب

تمام روایات کے پیش نظر، یہ نتیجہ حاصل ہوتا ہے کہ روایات کو چار طبقوں میں تقسیم کیا گیا ہے، وہ روایات جو روزہ کو واجب قرار دیتی ہیں ان کو باطل قرار دیا گیا ہے، جو روایتیں روز عاشور کے روزہ کو مستحب قرار دیتی ہیں ان میں تعارض پایا جاتا ہے لہذا وہ روایات قابل قبول نہیں ہیں؛ جب مکروہ قرار دینے والی روایات میں غور و خوض کیا تو ان کے درمیان بھی ٹکراؤ نظر آیا جس کے سبب وہ روایات بھی باطل قرار دی گئیں، آخر کلام میں حق یہی ثابت ہوا کہ روز عاشور کا روزہ حرام ہے کیونکہ حرام قرار دینے والی ہی روایات ایسی ہیں جن پر اعتبار کیا جاسکتا ہے کیونکہ جو روایات روز عاشور کے روزہ کو حرام قرار دیتی ہیں ان روایتوں میں آپسی ٹکراؤ اور کسی قسم کا تعارض نہیں پایا جاتا۔ پالنے والے ہمیں راہ مستقیم کو پہچاننے کی صلاحیت عطا فرما اور اسی راہ پر گامزن ہونے کی توفیق مرحمت فرماتا کہ ہماری آخرت کا بہترین زاد راہ مہیا ہو سکے اور ہم عاقبت بخیر ہو سکیں۔ ”آمین“

”والسلام علی من اتبع الهدی“

سید غافر حسن رضوی چھوٹی ”ہندی“

روز نزول قرآن: ۲۳ رمضان المبارک ۱۴۳۹ھ بروز جمعہ

